ایسے ۹ ابواب و مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ مدیر]

ایسے مختلف فیہ ابواب و مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام احمد کی طرف ہے۔

[اس ضمن میں مضمون نگار صاحب نے ایسے ۵ ابواب و مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ مدیر]

پہلے کہا جا چکا ہے کہ المسوّیٰ اور المصفّیٰ میں کل (۱۱۴۰) ابواب ہیں۔ اس تفصیلی جائزہ میں صرف ان ابواب و مسائل کو لیا گیا ہے جو مختلف فیہ بھی ہیں، شاہ صاحب نے ان میں کسی طرح اپنا رجحان بھی ظاہر کیا ہے اور مخالف اقوال میں تطبیق بھی نہیں دی ہے۔

ایسے ابواب و مسائل کی تعداد (۱۶۸) ہوتی ہے۔ ان میں مختلف ائمہ کی جانب شاہ صاحب کے رجحان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

۱- امام شافعی کی جانب رجحان	۱۳۳	ابواب و مسائل	میں
۲- امام ابو حنیفہؒ "	۲۱	"	"
۳- امام مالکؒ "	۹	"	"
۴- امام احمدؒ "	۵	"	"
کل	۱۶۸		

ان اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ تقریباً اسی فیصد مختلف فیہ مسائل میں شاہ صاحب کا رجحان امام شافعی کی جانب ہے۔

اس حقیقت کے ساتھ اگر شاہ صاحب کی اس تصریح کو بھی پیش نظر رکھا جائے تو جو صورت حال سامنے آتی ہے اس کا فیصلہ خود قارئین کر سکتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

وامّا ھذہ المذاھب الاربعۃ فاقربھا الی السنۃ مذھب الشافعی المنقح

لیکن یہ چاروں مذہب! تو ان میں سے شافعی کا مذہب جو منقح اور مصفّٰی مذہب ہے

---

۱ میں نے اپنی رائے اس کتاب کے لئے محفوظ رکھی ہے جو شاہ ولی اللہ کا فقہی مسلک کے نام سے زیر ترتیب ہے

۲ الخیر الکثیر مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ، اکوڑہ خٹک ص۱۸۱

المعظ وکان نظرہ یصل الی الحقیقة — سنت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔
العلل والاسباب ۔ — اوران کی نظر علل واسباب کی حقیقت
تک پہنچا کرتی تھی۔

لیکن کسی فیصلہ سے قبل اس کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ شاہ صاحب کے نزدیک اصل معیار کتاب اللہ کے بعد سنت رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور امام شافعی کی جانب اس کثرت سے ان کے رجحان کا اصل سبب یہی ہے کہ انکی نظر میں وہ سنت کے سب سے زیادہ قریب ہے
والحمد للہ اولاً وآخراً۔

شاہ صاحب ائمہ فقہا میں سے حنفی اور شافعی دونوں کو ایک صحیح مسلک مانتے ہیں، اور دونوں کے اختلافات کو اسی اصول پر حل کرتے ہیں۔ بات یہ تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ ان کے والد ماجد حنفی ہیں اور وحدۃ الوجود کو مانتے اور اسے ——— صحیح طور پر سمجھتے اور سمجھاتے ہیں نیز انہوں نے دیکھا تھا کہ شیخ ابراہیم کردی اور ان کے صاحبزادے شیخ ابو طاہر مدنی فقہ میں شافعی مذہب رکھتے ہیں اور وحدت الوجود کو مانتے ہیں۔ اس سے ان پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ جہاں تک حقیقت شناسی کا تعلق ہے، فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ بے شک شاہ صاحب اپنے ملک اور اپنی سوسائٹی کے مزاج اور اس کی عام افتاد کے پیش نظر فقہ حنفی کے پابند تھے مگر ان کی عقلیت فقہ شافعی کی مخالفت بھی برداشت نہیں کرتی تھی جیسا کہ عام طور پر مقلدین کے باہمی جھگڑوں سے اس طرح کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جس سے کہ بلاقصد مذہب مذکور کی توہین ہوتی ہے۔

حنفی اور شافعی فقہ کی اس ہم آہنگی کو ہم ذرا اور آگے بڑھاتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب فقہ حنفی کو امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی متوفی سنہ ۱۸۹ھ کی کتابوں سے اخذ کرتے ہیں۔ اور شافعی فقہ کو براہ راست امام شافعی کی تصانیف سے لیتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ امام محمد اور امام شافعی دونوں کے دونوں امام مالک کے شاگرد ہیں اس بنا پر شاہ ولی اللہ یہ قاعدہ تجویز کرتے ہیں کہ درحقیقت فقہ کا اصل الاصول امام مالک کی مؤطا ہے، اور اسی سے مالکی شافعی حنفی ساروں کے سارے مذاہب فقہ پیدا ہوئے" مولانا سندھی

علامہ جلال الدین سیوطی کی تفسیری تصانیف

مولانا محمد عبدالحلیم چشتی

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اور علوم قرآن کے موضوع پر کم و بیش ۲۵ کتابیں یادگار چھوڑی تھیں ان میں سے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں چار کتابیں تفسیر جلالین، مجمع البحرین ومطلع البدرین، ترجمان القرآن فی تفسیر المسند اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور بنیادی حیثیت کی حامل ہیں، اختصار مطالب اور صحت مفہوم کے اعتبار سے تفسیر جلالین کی نظیر نہیں۔ روایت و درایت کی جامعیت کے لحاظ سے مجمع البحرین اپنی نظیر آپ ہے۔ روائتی نقطۂ نظر سے ترجمان القرآن سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔ اور اس کا اختصار الدر المنثور اپنی افادیت

حاشیہ ملک

ؔ علامہ محلی کو علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی المتوفی ۷۹۱ھ سے کمال مشابہت کی وجہ سے تفتازانی عرب کہا جاتا ہے۔ ان کو علوم معقولہ میں ایسا ہی کمال حاصل تھا جیسا علامہ تفتازانی کو تھا۔ پھر تصنیف و تالیف کا بھی وہی انداز ہے جو علامہ موصوف کا انداز تھا۔ اور پھر انہی کی طرح قبولیت بھی حاصل ہے، علامہ سیوطی کا بیان ہے۔

الف کتبا تشد الیھا الرحال فی غایۃ الاختصار والتحریر والتنقیح وسلاسۃ العبارۃ وحسن المزج والحل یرفع الالغاز وقد اقبل علیھا الناس وتلقوھا بالقبول وتداولوھا (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاہرہ طبع مصر ۱۲۹۹ھ ج ۱۔ ص ۲۵۳)

علامہ محلی نے نہایت مختصر، منقح اور سلیس عبارت میں کتابیں لکھی ہیں۔ (باقی حاشیہ ص ۳۹ پر)

سے تیار ہوئے اپنی مثال آپ ہے۔ علامہ موصوف کی انہی چار کتابوں پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے

تفسیر جلالین۔

یہ قرآن مجید کی نہایت مختصر تفسیر ہے۔ اس کو چونکہ ایسے دو مفسروں نے جن کا لقب جلال الدین تھا، مرتب کیا ہے اس لئے یہ تفسیر جلالین کے نام سے مشہور ہے۔ اور ان دو جلیل القدر مفسرین میں سے پہلے جلال الدین محمد بن احمد شافعی محلی[1] اور دوسرے جلال الدین عبدالرحمٰن شافعی سیوطیؒ ہیں۔

تفسیر جلالین کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس کا نصف ثانی پہلے لکھا گیا ہے اور نصف اول بعد میں مرتب ہوا ہے۔ نصف ثانی عرب شیخ جلال الدین محلی نے پہلے سورۂ کہف سے سورۂ والناس تک تفسیر لکھی تھی۔ غالباً موصوف نے یہ حصہ اس لئے پہلے مرتب کیا کہ یہ نصف اول کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے۔ اس کے بعد نصف اول کی تفسیر لکھنا شروع کی۔ ابھی سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی تھی کہ ۸۶۴ھ میں شیخ موصوف کا انتقال ہوگیا۔ اور یہ مختصر اور اہم تفسیر ناقص رہ گئی۔

علامہ محلی کی یہ آخری تالیف اور پھر قرآن مجید کی مختصر تفسیر اہل علم کو اس کے ناقص رہ جانے کا بڑا صدمہ تھا۔ ایک زمانہ دراز کے بعد شیخ محلی کے بھائی شیخ کمال الدین محلی نے ایک خواب دیکھا دراصل یہی خواب اس تفسیر کی تکمیل کا باعث بنا جیسا کہ آگے

(بقیہ حاشیہ) جن کے حاصل کرنے کے لئے لوگ سفر کرتے ہیں۔ متن کی شرح میں بہترین طریقہ اختیار کیا اور اس طرح متن کو حل کیا کہ اعتراضات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ لوگوں نے ان کی کتابوں سے اعتنا کیا ہے اور ان کتابوں کو قبول عام اور تداول حاصل ہوا۔

[1] حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور ان کی اتباع میں نواب صدیق حسن خان قنوجیؒ نے اپنی بعض تالیفات میں اس کے برعکس لکھا ہے کہ نصف اول پہلے علامہ محلی نے لکھا اور نصف ثانی علامہ سیوطی نے مرتب کیا ہے مگر یہ حقیقت کے سراسر خلاف ہے جیسا کہ علامہ سیوطی نے تفسیر جلالین کے آغاز میں بصراحت لکھا ہے نیز ملاحظہ ہو۔ تبصرۃ الارشاد بر وتبصرۃ الناقد از مولانا عبدالحی فرنگی محلی۔ مطبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ ص ۲۹۔

آتا ہے گویا قرعۂ فال علامہ سیوطیؒ کے نام نکلا۔ اس واقعہ کو علامہ سیوطیؒ نے تکملۂ جلالین کے آخر میں نقل کیا ہے جو تفسیر جلالین کے مطبوعہ نسخوں میں منقول نہیں ہے۔ لیکن علامہ شیخ جمل شافعی نے علامہ سیوطیؒ کے اصل نسخہ سے وہ واقعہ الفتوحات الالٰہیہ میں بتمامہ نقل کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

شیخ شمس الدین لوفی کا بیان ہے کہ مجھ سے میرے دوست شیخ کمال الدین محلی نے جو علامہ جلال الدین محلی کے بھائی تھے بیان کیا کہ انہوں نے ایک خواب میں اپنے بھائی جلال الدین محلی کو دیکھا کہ ان کے سامنے ہمارے دوست شیخ جلال الدین سیوطی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھ میں اپنا لکھا ہوا تکملہ تفسیر ہے اور وہ علامہ محلی سے فرما رہے ہیں کہ اس تفسیر کے ان دونوں حصوں میں سے کون سا حصہ اسلوب بیان کے اعتبار سے بہتر ہے میرا یا آپ کا علامہ محلی نے فرمایا تم خود دیکھ لو اور چند مقامات کی طرف اشارہ بھی کیا۔ اس میں اعتراضات کی طرف لطیف اشارہ بھی تھا۔ علامہ سیوطی پر علامہ محلی کی طرف سے جو اعتراض ہوتا موصوف اس کا جواب دیتے اور شیخ محلی سن کر مسکراتے اور ہنستے رہتے تھے،[1]

علامہ سیوطی کا بیان ہے کہ میرا یہ اعتقاد و یقین ہے کہ وہ وضع و اسلوب جس کی شیخ محلی نے اپنی تفسیر میں طرح ڈالی ہے وہ میرے طریقہ و اسلوب سے زیادہ بہتر ہے اور حسن تالیف میں وہ حصہ فائق و ممتاز ہے[2]

علامہ سیوطیؒ نے اسلوب بیان اور طریقہ تفسیر میں شیخ محلی کی اتباع کی ہے اور انہی کے نہج پر کتاب مذکور کا تکملہ لکھا ہے۔ موصوف کا بیان ہے۔

وقد اکملتہ تبکملۃ علی نمطہ من   میں نے تکملۂ جلالین انہی کے انداز پر سورۂ بقرہ
اول البقرۃ الی اخر الاسراء[3]   سے آخر سورۂ اسرا تک مکمل کیا ہے۔

علامہ سیوطی نے آغاز کتاب میں بصراحت لکھا ہے کہ اس تفسیر میں ہر جگہ حسب ذیل چار

---

[1] ملاحظہ ہو الفتوحات الالٰہیہ طبع مصر ج۔ ۲ ص ۶۷۰ و ۶۷۱

[2] حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ ج۔ ۱ ص ۲۵۳

[illegible] کیا گیا ہے۔

(۱) تفسیر اس انداز پر کی گئی ہے کہ کلام اللہ کے معنی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

(۲) قول راجح کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۳) ضروری اعراب کو بیان کیا گیا ہے۔

(۴) مختلف قراءتوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور طویل بحثوں سے احتراز کیا گیا ہے[1]

بشر لازمہ بشریت سے کیونکر خارج ہو سکتا ہے۔ بعض مقامات پر دونوں مفسروں سے تفسیر میں لغزش ہوئی ہے اور انہوں نے قول راجح کے بجائے قول مرجوح کو نقل کر دیا ہے بلکہ ساقط الاعتبار قول درج کر دیا ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے آیت شریفہ فلما آتاھما صالحاً جعلا لہ شرکاء فیما آتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون (۹ؐ) کی تفسیر میں اور علامہ محلی نے آیت شریفہ اذ دخلوا علی داود ففزع منھم قالوا لا تخف خصمٰن بغیٰ بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا الی سواء الصراط (۲۳) اور آیت شریفہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبیّ الا اذا تمنیٰ القی الشیطٰن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ آیتہ (۵۲) کی تفسیر میں ایسا ہی کیا ہے[2]

یہ اہم تکملہ تفسیر علامہ سیوطی نے صرف چالیس دن کی قلیل مدت میں مکمل کیا تھا فرماتے ہیں۔

الفتہ فی مدۃ قدر میعاد الکلیم[3] میں نے اس کو مدت میعاد کلیم (چالیس دن) میں مرتب کیا ہے۔

علامہ موصوف نے فراغت تالیف کا جو سن تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو تفسیر الجلالین مع الکمالین والزلالین، طبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۱۷ھ صد ۲

[2] 〃 〃 〃 صد ۱۴۲ و ۳۸۲

[3] 〃 〃 〃 صد ۲۳۸

شرع في تاليفه يوم الاحد عاشر	بروز اتوار اس کی تالیف شروع کی
شوال سنة سبعين وثمانمائة	دس شوال ۸۷۰ھ میں، بروز بدھ اس کا
وكان الابتداء فيه يوم الاربعاء	آغاز بروز بدھ یکم رمضان سال مذکور تھا
مستهل رمضان من السنة المذكورة	اور اس مسودہ کو صاف بدھ کے دن ۶ صفر
وفرغ من تبييضه يوم الاربعاء	۸۷۱ھ میں کیا۔
سادس صفر سنة احدى وسبعين	
وثمانمائة	

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہے کہ تکملۂ تفسیر علامہ محلی کی وفات کے چھ سال بعد مرتب ہوا۔ اور اس وقت علامہ سیوطی صرف ۲۲ برس کے تھے۔ تفسیر کے موضوع پر یہ علامہ موصوف کا پہلا کارنامہ ہے۔

علامہ سیوطی نے اس کی ترتیب وتالیف میں کیسی جانفشانی و محنت کی ہے اس کا اندازہ موصوف کے حسب ذیل بیان سے کیا جا سکتا ہے۔

قد افرغت فيه جهدي	میں نے اس کی تالیف میں بڑی محنت کی ہے
وبذلت فكري فيه في نفائس	اور نفائس تفسیر کو بہت غور و فکر سے جمع کیا
اراها ان شاء الله تعالى تجدي[1]	ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تمہیں فائدہ دیں گے

تفسیر جلالین اختصار و جامعیت میں اپنی نظیر آپ ہے۔ سچ ہے کہ اس تفسیر میں دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔ اختصار ایسا ہے کہ سورۂ مزمل تک تفسیر کے اور قرآن مجید کے حروف تعداد میں برابر ہیں۔ سورہ مدثر کے بعد کچھ تفسیر کے حروف تعداد میں بڑھ گئے ہیں۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں۔

قال بعض علماء اليمن عددت	علماء یمن میں سے کسی کا بیان ہے کہ میں نے
حروف القرآن وتفسيره للجلالين	قرآن اور تفسیر جلالین کے حروف کو شمار کیا

---

[1] ملاحظہ ہو تفسیر الجلالین ص ۲۳۸

... الى سورة المزمل ... من سورة المدثر ... تفسير ... القرآن ... حملة بغير وضوء

تو مطلین کے حروف کو سورۂ مزمل تک برابر پایا اور سورۂ مدثر سے تفسیر کے حروف قرآن کے حروف سے بڑھ گئے۔ اسی وجہ سے اس کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے۔

اس کی جامعیت کے متعلق حاجی خلیفہ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

وهو مع كونه صغير الحجم كبير المعنى لانه لب لباب التفاسير ؎۲

تفسیر جلالین حجم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن معانی و مطالب کے اعتبار سے بڑی اہم ہے کیونکہ یہ تفسیروں کا نچوڑ ہے۔

الاکسیر فی اصول التفسیر میں ہے

شہرت و قبول این تفسیر مبارک مستغنی است از بیان فضائل و شرح فواضل وے نزد علمائے ہند در کتب درسیہ است و مصداق این مثل سائر است کہ ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر ؎۳

تفسیر جلالین، اختصار و جامعیت، صحت مفہوم اور توضیح مطالب کی وجہ سے ہر دور میں علماء و طلبہ کی مرکز توجہ رہی ہے۔ علماء اور اہل علم کو استحضار مضامین کی خاطر اس سے خاص اعتناء اور کثرت سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے اس کا تیس مرتبہ مطالعہ کیا تھا۔ لطائف المتن میں مذکور ہے

طالعت تفسير الجلالين نحو ثلثين مرة

میں نے تفسیر جلالین کا تقریباً تیس مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔

؎۱ ملاحظہ ہو تفسیر جلالین صفحہ ۲

؎۲ کشف الظنون طبع استنبول ۱۳۶۰ھ ج ۱ ک ۴۱۴

؎۳ الاکسیر فی اصول التفسیر از نواب صدیق حسن خان قنوجی مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۴ھ ص ۵۸

طلبہ شروع ہی سے اس کو پڑھتے رہے ہیں۔ جلالین ان کتابوں میں سے ہے جو ہندوستان کے نصاب درس میں داخل ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنہوں نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں نہایت فصیح ترجمہ کیا ہے، انہوں نے بھی غالباً انہی وجوہ سے اس کے پڑھنے کی سفارش فرمائی ہے۔ چنانچہ موصوف کے وصیت نامہ میں مذکور ہے۔

بعد ازاں قرآن عظیم درس گویند بآں صفت کہ صرف قرآن بخوانند بغیر تفسیر و ترجمہ گویند و آنچہ مشکل باشد در نحو یا در شان نزول متوقف شود و بحث نماید و بعد فراغ از درس تفسیر تفسیر جلالین بقدر درس بخوانند و دریں طریق فیضہا است[۱]

انہی وجوہ سے نامور علماء نے اس پر حواشی و شروح لکھے چنانچہ سب سے پہلے علامہ سیوطی کے شاگرد فقیہ و محدث شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن علقمی مصری شافعی المتوفی ۹۶۳ھ نے ۹۵۲ھ میں اس پر حاشیہ لکھا جس کا نام قبس النیرین علی تفسیر الجلالین ہے۔ اس کا قلمی نسخہ جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے[۲] موصوف کے بعد جن علماء اور مفسرین نے اس پر حاشیے اور شرحیں لکھیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) الفقیہ بدرالدین محمد بن محمد کرخی بکری المتوفی ۱۰۰۶ھ نے ۹۸۱ھ میں مجمع البحرین و مطلع البدرین کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں نہایت مبسوط شرح لکھی ہے اس کا قلمی نسخہ جامع ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے[۳]

(۲) نورالدین علی بن سلطان محمد قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ کے حاشیہ کا نام جمالین ہے جو موصوف نے ۱۰۰۸ھ میں مرتب کیا تھا۔ اس کے متعلق حاجی خلیفہ رقمطراز ہیں:

هي حاشية مفيدة[۴] — یہ مفید حاشیہ ہے۔

---

۱ ملاحظہ ہو وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبع محمدی لاہور ۱۲۶۸ھ ص۱۱ یہ رسالہ لاہور سے [illegible] کے ساتھ طبع ہوا تھا۔

۲ فہرس المکتبۃ الازہریہ مطبع الازہر طبع دوم ۱۳۷۱ھ۔ ۳ ایضاً کتاب مذکور ج۱ ص۲۹۲

۴ کشف الظنون ج۱ ص۴۴۲

اس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں محفوظ ہے [1]

۳۔ شیخ عطیہ بن عطیہ اجہوری شافعی المتوفی ۱۱۹۰ھ نے اس کی شرح دو جلدوں میں کی جو الکوکبین النیرین فی حل الفاظ الجلالین کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے [2]

۴۔ شیخ سلیمان بن عمر جمل شافعی المتوفی ۱۲۰۴ھ نے چار جلدوں میں الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ لکھی۔ یہ نہایت مشہور و مقبول شرح ہے۔ یہ شرح سب سے پہلے ۱۲۷۵ھ بولاق مصر سے شائع ہوئی تھی، پھر دیگر مطابع سے چھپ کر شائع ہوئی۔

۵۔ شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی المتوفی ۱۲۴۱ھ نے ۱۲۲۵ھ میں اس کی جو شرح لکھی تھی وہ پہلی بار ۱۲۸۱ھ میں بولاق مصر سے تین جلدوں میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔ پھر دوسرے مطبعوں سے بھی شائع ہوئی۔

۶۔ شیخ عبداللہ بن محمد بزاوی شافعی نے ۱۲۶۳ھ میں قرۃ العین ونزہۃ الفؤاد نامی حاشیہ لکھا جو چار جلدوں میں ہے [3]

۷۔ شیخ علی شبینی شافعی اشعری سے منور النیرین لفہم تفسیر القرآن یادگار ہے۔ اس شرح کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے [4]

۸۔ مصطفیٰ بن شعبان نے فتوح الرحمن بتوضیح القرآن کے نام سے حاشیہ لکھا جو دو جلدوں میں ہے، اس کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے [5]

۱۔ فہرس الخزانۃ التیموریہ طبع دار الکتب المصریہ ۱۳۶۶ھ ج۔۱ ص ۱۹۱

۲۔ فہرس المکتبۃ الازہریہ ج۔۱ ص ۲۵۶

۳۔ ملاحظہ ہو فہرس المکتبۃ الازہریہ ج۔۱ ص ۲۸

۴۔ " " ج۔۱ ص ۲۷۶

۵۔ " " ج۔۱ ص ۲۷۶

(۱) شیخ سلام اللہ قندھاری نے ۱۲۰۰ھ میں کتاب الجمالین حاشیہ تفسیر جلالین

لکھی جو ۱۲۵۲ھ میں دہلی سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

ہندوستان اور پاکستان کے جن علماء نے اس تفسیر پر شرحیں اور حاشیے لکھے وہ یہ ہیں۔

شیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام محدث دہلوی المتوفی ۱۲۲۹ھ نے کمالین علی تفسیر جلالین لکھی جو پہلی مرتبہ ۱۲۵۳ھ میں شائع ہوئی تھی۔ پھر نولکشور نے ۱۲۸۴ھ میں اس کو دوبارہ شائع کیا تھا۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوری المتوفی ۱۳۰۴ھ کا حاشیہ ۱۲۸۲ھ میں شائع ہوا تھا۔[۱]

محمد ریاست علی حنفی نے زلالین کے نام سے حاشیہ لکھا جو نولکشور نے ۱۳۱۲ھ میں کمالین کے ساتھ چھاپا تھا۔

روح اللہ حنفی نقشبندی گھانگوری المتوفی ۱۳۱۴ھ نے تیسیر الاسلام لکھی، یہ شرح بھی مطبع خادم التعلیم لاہور سے ۱۳۱۶ھ میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔

مولانا تراب علی لکھنوی المتوفی ۱۲۸۱ھ نے تفسیر جلالین کے آخری حصہ یعنی پارہ عم کا حاشیہ جمالین کے نام سے لکھا تھا جو شائع ہو چکا ہے۔

علماء نے تفسیر جلالین پر شروح و حواشی ہی نہیں لکھے بلکہ بعض علماء نے اس انداز پر عربی زبان میں قرآن مجید کی مختصر تفسیریں بھی لکھی ہیں جن کے نام ہدیۂ ناظرین ہیں۔

شیخ نور الدین احمد بن محمد مصری شافعی کازرونی۔ موصوف کی تفسیر کا نام المراد المستقیم فی تبیان القرآن ہے اس کے متعلق نواب صدیق حسن خان قنوجی لکھتے ہیں۔

۱؎ حافظ العصر علامہ سید انور شاہ نے اس حاشیہ کو ملا علی قاری کے حاشیہ سے زیادہ بہتر قرار دیا ملاحظہ ہو فیض الباری علی صحیح البخاری طبع قاہرہ ۱۳۵۷ھ ج۔۱ ص۴۱

[illegible] تفسیر مختصر مثل الجلالین ہے[1]

[illegible] سب سے پہلے شیخ [illegible]
[illegible] کی تفسیر [illegible] میں لکھی تھی [illegible] ہے۔

تفسیر القرآن علی نہج الجلالین شیخ نعمت اللہ بن عطاء اللہ[2]

شیخ محمد بن جعفر حسینی گجراتی نے بھی اس انداز کی ایک تفسیر مرتب کی تھی [illegible] فی [illegible] میں ہے۔

تفسیر القرآن علی نہج الجلالین للشیخ محمد بن جعفر الحسینی الگجراتی[3]

شیخ علی اصغر بن عبد الصمد قنوجی کی تواقب التنزیل بھی اسی قسم کی تفسیر ہے نواب صدیق حسن خاں قنوجی کا بیان ہے۔

این تفسیر دسے درحسن ایجاز و افادۂ معنی مثل تفسیر جلالین است[4]

محمد بن عبد الدین عابد خانی المتوفی [illegible] نے [illegible] میں ایک مختصر تفسیر لکھی تھی وہ بھی ایسی ہی تفسیر ہے۔ الاکسیر فی اصول التفسیر میں ہے۔

کتابے مختصر است مثل جلالین دروے اقوال منتخب و اعراب بمقتضائے حال با اختصار بر قرات حفص ذکر کردہ [illegible] وارد[5]

مجمع البحرین و مطلع البدرین

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کا نام تحریر الروایۃ و تقریر الدرایۃ نقل کیا

---

1. [illegible] الاکسیر فی اصول التفسیر ص ۵۸
2. الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند از عبد الحی حسنی طبع دمشق [illegible] ص ۱۶۵
3. ایضاً کتاب مذکور ص ۱۶۵
4. الاکسیر فی اصول التفسیر ص [illegible]
5. " " ص ۶۳

ہے۔ مجمع ہے اس کا پورا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین تحریر الجامعۃ و تقریر الملتقیٰ ہے۔ علامہ محمد بن عبد الرحمن الطبری الخزرجی ... کی معرکۃ الآرا تفسیر جامع البیان فی تاویل القرآن کے طرز کی تفسیر ہے۔ اور حسب بیان موصوف اس سے کہیں زیادہ جامع و مفید ہے بلکہ جہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب و تالیف کا آغاز ... سے پہلے ہو چکا تھا۔ ... میں علامہ موصوف نے اس کا مقدمہ التحبیر فی علوم التفسیر لکھا جس میں قرآن مجید کے ایک سو دو علوم پر نہایت سیر حاصل تبصرہ کیا۔ جب موصوف کو علامہ بدر الدین زرکشی کی کتاب البرہان فی علوم القرآن ملی اور موصوف نے اس کو سامنے رکھ کر ... میں از سر نو مجمع البحرین کا مقدمہ مرتب کیا، جو الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے مشہور ہے، اس وقت یہ تفسیر زیر ترتیب تھی، علامہ سیوطی نے الاتقان کی آخری فصل میں اس اہم تفسیر کا تذکرہ جس انداز سے کیا ہے اور اس کی تکمیل کی دعا کی ہے اس سے ناظرین کو اس کی جامعیت و افادیت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

وقد شرعت فی تفسیر جامع لجمیع ما یحتاج الیہ من التفاسیر المنقولۃ والاقوال المقولۃ والاستنباطات والاشارات والاعاریب واللغات ونکت البلاغۃ ومحاسن البدائع وغیر ذلک بحیث لا یحتاج معہ الی غیرہ اصلا وسمیتہ بمجمع البحرین ومطلع البدرین وھو الذی جعلت ھذا الکتاب

میں نے ایک جامع تفسیر لکھنا شروع کی ہے جو جملہ تفسیری روایات اقوال مستعملہ استنباطات، اشارات، اعراب، لغات بلاغت کے نکات فن بدیع کے محاسن اور خوبیاں وغیرہ امور کی جامع ہو۔ جن کی تفسیر میں ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ کتاب ایسی جامع ہوگی کہ اس کے ہوتے ہوئے پھر کسی تفسیر کی کتاب کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔ میں نے اس تفسیر کا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین

لہ ملاحظہ ہو کشف الظنون ج ا ک ۱۵۹۹

مقدمۃ له والله اسأل ان یعین علی اکماله بمحمد واله۔ ؎۱

یہ کہا ہے کہ اس کتاب (الاتقان) کو اس کا مقدمہ قرار دیا ہے میں اللہ تعالیٰ سے بحق محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کی تکمیل میں مدد کا خواہاں ہوں

علامہ سیوطی کے انداز وجہد و تحقیق کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ موصوف کی یہ تفسیر علماء و مفسرین کے دور سے عہد مؤلف تک کی تمام منقول و معقول تفاسیر کی جامع ہو گی۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر مکمل نہ ہو سکی۔ حاجی خلیفہ کی نظر سے بھی یہ تفسیر نہیں گزری ہے۔ وہ بھی اس کی تکمیل کے بارے میں متردد ہیں ؎۲ علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں دینی تالیفات کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا

ترجمان القرآن فی تفسیر المسند

یہ نہایت مبسوط تفسیر ہے اور ۸۹۸ھ سے قبل کی تالیف ہے۔ اس کی اہمیت اس کی جامعیت کے لحاظ سے ہے۔ اس میں علامہ سیوطی نے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سے آیات کے سلسلہ میں جملہ تفسیری روایات اور آثار و اقوال کو بسند متصل نقل کیا ہے، جس سے ہر قول اور روایت کا مرتبہ و مقام اور اس کے صحیح و غیر صحیح ہونے کا علم بخوبی ہو جاتا ہے اس تفسیر کے بارے میں حاجی خلیفہ لکھتے ہیں۔

هو كبير في خمس مجلدات ؎۳ یہ بہت بڑی تفسیر ہے اور پانچ جلدوں میں ہے جب اس تفسیر کی تلخیص الدر المنثور چھ جلدوں میں چھپ کر شائع ہوئی ہے

؎۱ الاتقان فی علوم القرآن۔ مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ ص ۵۵۷

؎۲ کشف الظنون ج۔ ۲ ص ۱۵۹۹

(غالباً) یہ تفسیر ضخامت میں الدر المنثور کی دس بارہ جلدوں سے کیا کم ہوگی۔

الدر المنثور فی التفسیر بالماثور

یہ تفسیر چھ جلدوں میں پہلی مرتبہ مصر سے ۱۳۱۴ھ میں شائع ہوئی تھی اب ایران سے دوبارہ شائع ہو گئی ہے۔

یہ مقبول و متداول کتاب علامہ سیوطی کی مذکورہ بالا مبسوط تفسیر ترجمان القرآن کا نہایت کامیاب اختصار و خلاصہ ہے، جو ۹۰۶ھ میں کیا گیا تھا آغاز کتاب میں علامہ موصوف نے جو وجہ تلخیص بیان کی ہے، وہ حسب ذیل ہے۔ فرماتے ہیں۔

لما الفت كتاب ترجمان القرآن وهو التفسير المسند عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه رضي الله عنهم وتم بحمد الله في مجلدات فكان ما اوردته فيه من الآثار باسانيد الكتب المخرج منها واردة رأيت قصور اكثر الهمم عن تحصيله ورغبتهم في الاقتصار على متون الاحاديث دون الاسناد وتطويله فلخصت منه هذا المختصر مقتصرا فيه على متن الاثر مصدرا بالعزو والتخريج الى كل كتاب معتبر وسميته بالدر المنثور في التفسير بالماثور[1]

جب میں نے ترجمان القرآن کو جس میں تفسیری روایات کا سلسلہ اسناد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم تک بیان کیا گیا ہے کئی مجلدات میں مرتب و مکمل کیا تو اس میں چونکہ آثار بسند اور بحوالہ کتب مذکور ہیں، اکثر لوگوں کو اس کی تحصیل سے قاصر پایا اور ان کی رغبت متون احادیث کی طرف دیکھی نہ اسناد اور راویوں کی طرف ناچار میں نے اس کا یہ مختصر تیار کیا جس میں صرف متن حدیث کو نقل کر کے ہر ایک کتاب کے راوی کا نام اور کتاب کا حوالہ بھی دے دیا ہے اس خلاصہ کا نام میں نے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے۔

۱؎ الدر المنثور طبع مصر ۱۳۱۴ھ ج ۱ ص ۲

شک کہ ان ابحاث سے بہ حیثیت علمی مسائل بہت کچھ علامہ سیوطی نے آیات سے متعلق روایات کو مختلف کتب سے جمع کرکے ترتیب وار نقل کیا ہے اور جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ بھی دیا ہے اور راوی کا نام بھی بتا دیا ہے۔ مگر احادیث و آثار پر نقد و تبصرہ نہیں کیا ہے البتہ اس کتاب پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب العجاب فی بیان الاسباب سے ایک نہایت طویل معلوماتی اقتباس نقل کیا ہے، جس کا مطالعہ بلا شبہ تفسیری روایات کی حیثیت و مقام کو سمجھنے میں بہت مفید ہے۔ اور یوں کہنا چاہئے کہ یہ جملہ تفسیری روایات کے سلسلہ اسانید پر نہایت بصیرت افروز تبصرہ ہے جس سے تفسیر کے جملہ طرق و اسانید کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔ اور اس سے صحیح و غیر صحیح، ضعیف و منکر میں بآسانی تمیز کی جا سکتی ہے۔ اس کا مطالعہ ترجمان القرآن کے لئے نہایت ناگزیر ہے مگر تفسیر درمنثور میں سلسلہ اسناد کو حذف کر دیا گیا ہے اور روایات پر نقد نہیں کیا گیا اس لئے اس کے مطالعہ کے لئے یہ اقتباس چنداں مفید نہیں۔ غالباً اسی وجہ سے نواب صدیق حسن خان قنوجی نے علامہ سیوطیؒ کے اس عظیم الشان کارنامہ کو سراہتے ہوئے الاکسیر فی اصول التفسیر میں اس امر کا شکوہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

این تفسیر متعلق ست محرر سطور ہم بمطالعہ آن فائز شدہ خیلے جامع واقع شدہ است اگر تنقیح نیز ہمراہ میداشت بے نظیر می بود[1]

حافظ سیوطیؒ نے تفسیر الدر المنثور میں اس امر کا چونکہ خاص التزام کیا ہے کہ جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا ہے اس سے ایک محدث حدیث کے مرتبہ و مقام کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ اس لئے ہر روایت پر نقد و تبصرہ کی حاجت نہ تھی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں ایک موقع پر اس نکتہ کی طرف حسب ذیل الفاظ میں نہایت لطیف اشارہ کیا ہے۔ وھو ہذا۔

سیوطیؒ در درمنثور جمع احادیث مناسبہ بقرآن نمود، قطع نظر از صحت و سقم تا محدثے

---

[1] ملاحظہ ہو الاکسیر فی اصول التفسیر ص۹۹

آپنا بمیزان علم خود بسنجد ہر حدیثے را در علم خود شمار بکند [illegible]

قرآن مجید کی روایات، تاریخ دمشق ابن عساکر کی [illegible] اہم اور نہایت مفید کتاب ہے اور علامہ سیوطی کی تفسیر میں بصیرت اور تفسیری روایات پر وسعت نظر کی شاہد عدل ہے۔

اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ تفسیر سے متعلق روایات کا جو ذخیرہ اس میں محفوظ ہو گیا ہے وہ دس ہزار احادیث سے زیادہ ہے۔ علامہ سیوطی کا بیان ہے

وقد اعتنیت بما ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التفسیر وعن اصحابہ فجمعت فی ذلک کتابا حافلاً فیہ اکثر من عشرۃ آلاف حدیث [2]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر قرآن کے سلسلے میں جو کچھ مروی ہے، اس کو میں نے بااہتمام ایک کتاب میں جمع کیا ہے۔ یہ کتاب دس ہزار سے زیادہ احادیث کی جامع ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ عجالہ نافعہ میں رقمطراز ہیں

واحادیث متعلقہ بتفسیر را تفسیر گویند، تفسیر ابن مردویہ و تفسیر دیلمی و تفسیر ابن جریر نیز مشاہیر تفاسیر حدیث اند و کتاب درمنثور شیخ جلال الدین جامع ہمہ است [3]

تفسیر درمنثور تمام مفسرین کی تفاسیر کی جامع ہے۔ فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر مذکور ہے

واعلم ان تفسیر السیوطی المسمی بالدر المنثور قد اشتمل

تمہیں معلوم رہے کہ تفسیر سیوطی جو درمنثور سے مشہور ہے وہ سلف کی [illegible]

---

[1] قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۰ھ ص ۲۸۳

[2] ملاحظہ ہو تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی [illegible]

[3] عجالہ نافعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۷